Allama Iqbal ki Nazm 'Farman-e-Khuda' ka Tnaqeedi jayeza

B.A Urdu (Hons), part-ii, paper-iv

مجموعۂ کلام ''بال جبرئیل'' کے مطالعے و جائزے کے دوران یہ نتیجہ بہ آسانی اخذ کیا جا سکتا ہے کہ اقبال نے تین نظمیں ''لینن خدا کے حضور میں''، ''فرشتوں کا گیت'' اور ''فرمان خدا'' کو ایک ہی سلسلے کی کڑی کے طور پر قلم بند کیا ہے۔ اگر چہ اقبال نے خود اس طرح کا اظہار نہیں کیا ہے۔ جب کہ یہ تینوں نظمیں موضوع اور ساخت کے اعتبار سے ایک ہی سلسلے کی کہی جانے کی مستحق ہیں اور پیش نظر فرمان خدا تیسری اور آخری کڑی ہے۔ اگر تینوں نظموں کا ماخذ سامنے لانا ہو تو یہ دیکھا جا سکتا ہے کہ جب لینن نے خدا کے حضور میں اپنی کمزوریوں اور مجبوریوں کو بیان کرتے ہوئے دنیا کا نقشہ پیش کیا تو خدا کی طرف سے فرشتوں کو حکم ہوا کہ دنیا کے احوال کا جائزہ لو اور جب فرشتوں نے بارگاہ عالی میں دنیا کا نقشہ اسی طرح پیش کر دیا جس طرح لینن نے پیش کیا تھا تو ذات باری تعالیٰ کی طرف سے حکم صادر ہوتا ہے۔ یہ حکم نامہ یوں ہے۔

آٹھ اشعار پر مشتمل یہ نظم اقبال کے دل کی آواز ہے جسے انہوں نے دنیا کے دبے کچلے انسانوں کی حمایت میں بلند کی ہے۔ واضح رہے کہ یہاں آج کی سیاست والی ذات برادری کی بنیاد پر دبے کچلے مراد نہیں ہے۔ چند ناقدین نے اس نظم اور اس طرح کی نظموں کی روشنی میں اقبال کو اشتراکی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ جو حقیقت سے بے خبری کی دلیل فراہم کرتے

ہیں۔ بنیادی طور پر اقبال نے اس نظم ''فرمان
خدا'' میں اپنے جن خیالات ونظریات کو پیش
کرنے کی کاوشیں کی ہیں وہ اسلامی تعلیمات
کے زیر اثر ہیں۔ آیئے اس کا پہلا شعر
دیکھیں: اٹھو میری دنیا کے غریبوں کو جگا دو
کاخ امرا کے درودیوار ہلا دو

یعنی ذات باری تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کو یہ حکم ہوتا ہے کہ اے فرشتو! اے قدرت کے کارخانے کو چلانے والوں قوتوں اٹھوں اور میری دنیا کے غریبوں کو جگادو اور امیر لوگوں نے جو اونچے اونچے محل بنا رکھے ہیں ان کے درودیوار میں زلزلہ پیدا کردو۔ لیکن کس طرح؟

گرماؤ غلاموں کا لہو سوز یقیں سے
کنجشک فرد مایہ کو شاہیں سے لڑا دو

یعنی جو لوگ محکوم و دست نگر بیٹھے ہیں ان میں یقین کامل کی ایسی حرارت پیدا کردو کہ ان کا خون جوش میں آجائے جو آج عام چڑیوں کی طرح خود کو نادار و ناچیز سمجھتے ہیں۔ وہ سرمایہ داروں سے جو اپنی دولت کی بدولت شاہین کا تصور کئے بیٹھے ہیں سے لڑ جائے۔ گویا ایسا سامان سفر پیدا کردینے کا حکم ہے کہ نادار چڑیا شاہین سے ٹکرا جائے۔ اور یہ بھی کہ:

میں ناخوش و بیزار ہوں مرمر کی سلوں سے
میرے لیے مٹی کا حرم اور بنا دو

یہاں ذات باری تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہے کہ عبادت خانوں میں سنگ مرمر کی سلیں لگا دینے سے کیا حاصل ہے۔ عالی شان مسجدیں، گرجے اور مندر تعمیر کردینے سے کیا فائدہ اصل مقصد تو یہ مذہبی جذبے کے ماتحت خلق خدا کی خدمت بہتر سے بہتر طریق پر انجام پائے۔ مجھے یہ سنگ مرمر کی عالی شان عمارتیں درکار نہیں، میں ان سے ناراض اور بیزار ہو چکا ہوں۔ مجھے تو ایسے عبادت گاہیں چاہیے جو عوام میں سچا

مذہبی جذبہ پیدا کر دے اگر چہ وہ مٹی کا ہی بنا ہوا ہو۔

مراد یہ کہ مذہب کی روح اپنے اندر پیدا کرنی چاہیے۔عبات کے لیے عالی شان عمارتیں بنالینا ایسی صورت میں بے سود ہے جب دل مذہبی جذبے سے خالی ہو۔شعر میں نئی تہذیب کو بڑ چالوں سے بیزاری کا اظہار رہوا۔

Dr. H M Imran

Deptt. of Urdu,

S S College, Jehanabad

Contact: 9868606178